۱۳ صفر المظفّر ۱۴۴۷ھ / 08 اگست 2025ء

تعمیرِ وطن کے اہم ذرائع

(یومِ آزادی / Independence Day کی مناسبت سے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel
Follow our Account
Like our Page
Like our Page
Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

کَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃًۢ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ [البقرۃ02:249]

اللہ تعالیٰ نے 14 اگست 1947ء / 27 رمضان المبارک 1366ھ کو برِّ صغیر کے مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرماتے ہوئے اُنھیں پاکستان کی صورت میں ایک آزاد اسلامی ریاست عطا فرمائی۔ اِس عظیم الشان اِنعام کے سبب یہ دن پاکستانی مسلمانوں کے لیے بڑی یادگار ہے؛ اِسی وجہ سے ہر سال 14 اگست کو یومِ آزادی (Independence Day) کے طور پر منایا جاتا ہے۔

یومِ آزادی کے موقع پر جہاں شکر کے جذبات ضروری ہیں وہاں اِس بات کا عہد بھی لازم ہے کہ ہم اِس وطن کے استحکام و ترقّی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے اور اِسے اُس مقام تک پہنچائیں گے جس کا تصوُّر پاکستان بنانے والوں نے کیا تھا۔

پاکستان ترقّی کی منازِل کیسے طے کرے گا اور اِس کے عُروج کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اِس سوال کا آسان سا جواب یہ ہے کہ پاکستان بنانے والے جن جذبات سے سرشار تھے اور وہ جس راستے پر چل رہے تھے، اگر ہمارے اندر بھی وہی جذبات پیدا ہو جائیں اور ہم بھی بانیانِ پاکستان کے نقشِ قدم پر چل پڑیں تو اِن شاء اللہ یہ وطن بہت تیزی سے ترقّی کرے گا اور دُنیا بھر کے لیے مثال بن جائے گا۔

بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ کا ایک خوب صورت قول یومِ آزادی کے حوالے سے جذباتِ تشکّر کی ترجمانی بھی کرتا ہے اور ترقّی کا راستہ بھی متعیّن کرتا ہے۔ قائد نے کہا تھا: جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کے جذبات سے بارگاہِ ربّ العزّت میں سجدۂ شکر بجالانے کے لیے جھک جاتا ہے۔

پھر کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی مَشیت ہے، یہ رسولِ کریم ﷺ کا رُوحانی فیض ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار ہندوستان سے مٹانا چاہتے تھے آج وہ قوم آزاد ہے، اُس کا اپنا ملک ہے، اپنا جھنڈا ہے، اپنی حکومت ہے، اپنا سکّہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے... کیا کسی قوم پر اِس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام ہو سکتا ہے!

قائد نے مزید کہا: پاکستان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور اِس کی حفاظت ہر پاکستانی مَرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان کا فرض ہے۔ اگر مسلمان نیک نیتی، دیانت داری، خلوص، نظم و ضبط اور اعمالِ صالحہ سے دن رات کام کرتے رہے اور ان میں بُرائی، منافقت، عزت و منصب کا لالچ اور ذاتی مفادات کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ چند سالوں میں پاکستانی مسلمان دُنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہونے لگیں گے اور پاکستان کی ترقّی کی شعائیں سارے ایشیا کی راہ نمائی کریں گی۔ (قائدِ اعظم کے آخری لمحات، از ڈاکٹر ریاض علی، بتغییرٍ یسیرٍ [1])

چنانچہ آج کے خطبہ میں یومِ آزادی کی مناسبت سے تعمیرِ وطن کے اہم ذرائع سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] یہ مضمون مجلہ "ماہِ نَو" میں شائع ہوا، پھر الگ سے بھی نشر ہوتا رہا۔ ریاض دل خان کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے نسخہ میں یہ قول ص:64 پر مسطور ہے۔

تعمیرِ وطن کا ذریعہ... پاک دھرتی سے دیوانہ وار مَحبّت

انسان کے دل میں فطری طور پر اپنے خاندان، اپنے وطن اور اپنی زبان سے محبت کا جذبہ ہوتا ہے۔ صاحبِ علم اور اَن پڑھ... شہری اور دیہاتی... مسلمان اور غیر مسلم... سبھی بلا تفریق اپنے رشتہ داروں، اپنے دیس اور اپنی بولی سے پیار کرتے ہیں۔

اُسوۂ حسنہ: سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منوّرہ کے دَر و دیوار نظر آتے ہی اُس کی محبّت میں سواری کی رفتار کو تیز فرما دیتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث:1886)

محدثینِ کرام علیہم الرحمہ نے لکھا کہ اِس حدیثِ پاک سے مدینہ منوّرہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے اور یہ تربیت بھی ملتی ہے کہ مسلمان کو اپنے اسلامی وطن سے محبت ہونی چاہیے۔[1]

پاکستان ہمارا وطن ہے، ہماری اِس دیس کے ساتھ فطری محبت بھی ہے؛ کہ یہ ہماری جائے پیدائش ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اِس وطن کے ذریعے ہمیں وقار ملا ہے... مگر پاک دھرتی سے ہماری محبت کی اِس سے بھی بڑی وجہ ایمانی تقاضا ہے؛ کہ یہ دھرتی اسلام کا مرکز ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ کرم کا اثر اور بزرگانِ دین کا فیضان ہے۔

قائدِاعظم کی مثالی مَحبّت: قائدِ اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ نے تحریکِ پاکستان کے دوران مسلسل محنت کی اور اِس قدر مَشقّت اُٹھائی کہ 1947ء کے آخر میں آپ کی طبیعت انتہائی خراب ہوگئی... کمزوری اتنی بڑھی کہ رُخسار کی ہڈیاں اُبھر آئیں... لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ علالت کے باوجود چہرے کا وَقار اور آنکھوں کی چمک پہلے سے کہیں زیادہ ہوگئی۔ ڈاکٹرز نے کہا کہ دار الحکومت کراچی میں آپ کی مصروفیات زیادہ ہیں؛ لہٰذا آرام کی خاطر کچھ عرصہ کے لیے کوئٹہ چلے جائیں، مگر یہاں بھی مصروفیات جاری رہیں؛ کیونکہ اُنھیں پاکستان کی حقیقی معنوں میں قدر تھی اور اِسے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔

ایک روز قائدِ اعظم کے معالجوں نے خوش طبعی کے طور پر آپ سے کہا: ہماری بھرپور کوشش ہے کہ آپ کی صحت اتنی اچھی ہو جائے جتنی سات آٹھ سال پہلے تھی۔ آپ نے مُسکرا کر کہا: چند سال قبل میری بھی آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں... مگر زندگی کی خواہش اِس لیے نہیں تھی کہ مَیں موت سے ڈرتا تھا، بلکہ اِس لیے تھی کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور قدرت نے جس کام کے لیے مجھے

---

[1] وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَعَلَى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ۔ (فتح الباری، تحت الحدیث:1802)

یاد رہے کہ «حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ» حدیث نہیں ہے۔

مقرر کیا ہے مَیں اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اب وہ کام پورا ہو چکا ہے، مَیں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں، پاکستان بن گیا ہے، اُس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اب قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس کی تعمیر کرے، اِسے ناقابلِ تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنائے، حکومت کا نظم و نسق دیانت داری اور محنت سے چلائے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قیامِ پاکستان کے لیے اَن تھک محنت و کوشش کی ہے۔ اب مَیں طویل سفر کر کے تھک گیا ہوں اور آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے زندگی سے زیادہ دل چسپی نہیں۔

یہ گفتگو کرتے ہوئے قائد کی آواز کپکپانے لگی اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اُنھوں نے مزید کہا: گھبرانا نہیں! اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنا! اپنی صفوں میں اتّحاد برقرار رکھنا اور انتشار نہ آنے دینا! دیانت داری اور خلوص کا دامن تھامے رکھنا! ذاتی مفادات کو ملّت کے مفاد پر کبھی بھی ترجیح نہ دینا!

پھر آپ نے یہ دُعا کرتے ہوئے اپنا چہرہ چھپا لیا: اے اللہ! تُو نے ہی مسلمانوں کو آزادی عطا فرمائی ہے اور اب تُو ہی اِس کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ میری قوم ابھی ابتدائی مَراحل طے کر رہی ہے، کمزور ہے، ابھی اُس کی صفیں بھی درست نہیں ہوئیں، تو ہی مدد فرمانے والا ہے اور تو ہی قوم کا حامی و ناصر ہے۔

(قائدِ اعظم کے 72 سال، از خواجہ رضی حیدر،[1] ص:438، ناشر: مصباح الدین انصاری۔ قائدِ اعظم کے آخری لمحات، ص:73، 74)

لمحۂ فکریہ: اِس حسین واقعہ میں قائد کی پاکستان کے ساتھ دیوانہ وار محبّت کا اِظہار ہے... اُن کی سب سے بڑی چاہت اور مقصدِ زندگی مسلمانوں کے لیے پاکستان کی صورت میں آزاد وطن حاصل کرنا تھا۔ تحریکِ پاکستان میں خدمات انجام دینے والے تمام علماء و مشائخ اور عوامِ اہلِ سنت کے یہی جذبات تھے۔ اُنھوں نے فقط زبانی طور پر نہیں، بلکہ عملی طور پر پاکستان بنانے کے لیے اپنے اوقات و اموال اور اپنی جائدادیں و صلاحیتیں نچھاور کیں۔ اِسی اخلاص و محبّت کی برکت سے پاکستان بنا تھا اور اگر آج پاکستانیوں کو یہی خُلوص و وارفتگی نصیب ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ پاکستان بہت جلد خوب ترقّی بھی کرے گا اور پورے خطے کا راہ نما بھی ہو گا۔

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے بچوں کی معروف دُعا "لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری" میں ایک دیرینہ خواہش کا اظہار کیا تھا، کاش اِس یومِ آزادی پر قوم میں شُعور بیدار ہو اور وہ ہر پاکستانی کی آرزو بن جائے:

ہو مِرے دَم سے یوں ہی میرے وَطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

ہمیں وطنِ عزیز سے کتنی محبت ہے؟ یہ جاننے کے لیے اپنے ضمیر سے پوچھیے کہ ہم نے اِس وطن کے لیے کیا کیا ہے؟ شاید بُرا لگے مگر یہ سچ ہے کہ پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے ذاتی فوائد کی خاطر ایسے کام کر رہی ہے جو ملک و قوم کے لیے سخت نقصان دہ ہیں۔

---

[1] خواجہ رضی حیدر مولانا وصی احمد محدّثِ سورتی (ممدوحِ اعلیٰ حضرت) علیہما الرحمہ (م:1916ء) کے پڑپوتے ہیں اور قائدِ اعظم اکیڈمی کے سربراہ رہ چکے ہیں۔

تعمیرِ وطن کا ذریعہ... یقین و ایمان کی پختگی

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ خالقِ کائنات جو چاہے کر سکتا ہے اور سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے... وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل فرمادے... اُس کے بس میں ہے کہ بے سہارا کو فاتح بنادے اور اپنی قوّت پر ناز کرنے والوں کو مغلوب کر دے... اُس کے لیے عالَمی طاقتوں (Superpowers) کو ڈھیر کرنا اور بے سر و سامان بندوں کو سُرخرو کرنا کچھ مشکل نہیں... وہ اپنی مدد سے مظلوموں کو آزادی عطا کر دے اور ظالموں کو ذلیل فرمادے تو یہ ہرگز ناممکن نہیں۔

یہ سب باتیں فقط زورِ بیان نہیں، بلکہ قرآن و سنّت سے اخذ شدہ ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِإِذْنِ اللّٰهِ... "بہت مرتبہ چھوٹے دستے اللہ کے حکم سے بڑی فوجوں پر غالب آجاتے ہیں۔۔۔" [البقرۃ 02:249]

بے شمار تاریخی واقعات اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اِس آیتِ کریمہ کی صداقت پر گواہ ہیں۔ سیدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَام کے کمزور ساتھیوں کے مقابلے میں فرعون اور اُس کے سارے لشکروں کا تباہ ہونا اور عرب کے صحرا سے اُٹھنے والے بے سر و سامان و نہتّے غلامانِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے ہاتھوں شاہانِ ایران و روم کا شکست پانا اِس آیتِ کریمہ کی عملی تفسیریں ہیں۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان جب بھی اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن کر اُس کی مدد پر بھروسا کرتے ہوئے میدان میں نکلے تو کامیابی نے اُن کے قدم چومے... اور جب نافرمانی میں مبتلا ہو کر باری تعالیٰ کی تائید سے غافل ہوئے اور اسباب پر بھروسا کیا تو پھر وہی ہوا جو اِس وقت اُمّتِ مسلمہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔

پاکستان بناتے وقت بانیانِ پاکستان نے عوام کو یہ سوچ دی تھی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر کے اسلام کی خاطر ایک آزاد وطن حاصل کرنا ہے؛ اِسی فکر کی برکت سے ربِّ قدیر کا کرم ہوا اور پاکستان بن گیا۔ آج بھی پاکستان کی ترقّی کے لیے یقین و ایمان کو پختہ کرتے ہوئے وہی شعور بیدار کرنا ہوگا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر کے پاکستان کو اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا نمونہ بنانا ہے، اگر یہ شعور بیدار ہو گیا تو جس مالک کے کرم سے پاکستان بنا تھا اُسی کے فضل سے ترقّی بھی کرے گا۔

اکابرِ تحریکِ پاکستان کی تربیت: تحریکِ پاکستان کے لیے نمایاں خدمات انجام دینے والے مشائخِ اہلِ سنّت میں ایک حسین نام عالمِ ربّانی پیرِ طریقت ابو البرکات سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمہ (متوفّٰی:1966ء) کا بھی ہے۔ آپ آستانہ عالیہ سیال شریف کے خلیفہ اور آستانہ عالیہ جلال پور شریف (جہلم) کے سجادہ نشین تھے۔ آپ نے 1927ء میں "حزب اللہ" کے نام سے ایک تحریک کا آغاز کیا اور اِس کے ذریعے بے شمار مسلمانوں کی فکری و عملی اصلاح اور سیاسی راہ نمائی فرمائی۔

آپ کا ایک مضمون مجلہ "صوفی" میں ستمبر 1927ء کو شائع ہوا، اُس کے چند جملوں سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کس

فکر کی برکت سے بنا تھا اور اِس کی ترقّی کے لیے کن جذبات کی ضرورت ہے! مضمون کے مختلف حصوں سے چند کلمات یہ ہیں:

اندریں حالات (اِن حالات میں) جب مسلمانوں کی زندگی خطرے میں ہے، اُن کا ایمان خطرے میں ہے... وہ کون سی ڈھال ہے جس پر تمام اسلحہ کی روک تھام ہو سکتی ہے؟ وہ کون سا اَوزار ہے جسے ہاتھ میں لے کر ہم اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ وہ کون سی تلوار، کون سی بندوق اور کون سی توپ ہے، جس کا استعمال مخالف کے چھکے چھڑا سکتا ہے، بلکہ اُسے مفتوح و مغلوب بنا سکتا ہے؟ میرے عزیزو! اِس سوال کا جواب آسان بھی ہے اور مشکل بھی... آسان اِس لیے کہ صرف دو لفظوں میں اُس کی تشریح موجود ہے اور مشکل اِس لیے کہ اُس پر عمل کسی قدر (کچھ نہ کچھ) محنت طلب ہے... ایمانِ کامل وہ نعمتِ عُظمٰی اور سعادتِ کُبریٰ ہے کہ اگر مسلمان اِسے حاصل کر لیں تو بس، پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ ایمان کا مستحکم ہونا ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے، تمام دَردوں کی دوا ہے اور تمام اَمراض کی شِفا ہے۔

ہاں! ایمان میں ہی وہ قوّتِ مُدافعت ہے جس پر کسی بڑی سے بڑی طاقت کا غلبہ نہیں ہو سکتا اور جس دل میں ایمان اپنا گھر بنا لے اُس میں نہ کوئی خوف رہتا ہے نہ خطرہ۔ آج اگر ہندوستان میں سات کروڑ کی جگہ سات سو صحیح معنوں میں مومن ہوں تو رونا کس بات کا!

مسلمانو! اگر دُنیا میں باعزت رہنا چاہتے ہو... اگر اپنے رسولِ پاک ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے... اگر اسلام کا پرچم پھر اَقصائے عالَم (پوری دُنیا) میں بلند ہونے کی سچی خواہش رکھتے ہو... اگر اَغیار (غیروں) کے مقابلے میں ہر اعتبار سے برتری حاصل کرنے کی حقیقی تمنا ہے... تو بس آج سے اپنے آپ کو مومن بنا لو! بجائے زبانی جمع خرچ (رسمی مسلمان بننے) کے دل سے اپنے خدا کے پرستار اور اپنے رسولِ کریم ﷺ کے تابع دار بن جاؤ! پھر دیکھو تمہاری کس طرح کایا پلٹتی ہے۔ اگر ایک سال کے قلیل عرصے میں تم نے وہ سب کچھ حاصل نہ کر لیا جو تمہارے اسلاف نے کیا تھا تو پھر مجھے گلہ دینا (مجھ سے شکوہ کرنا کہ تم نے غلط کہا تھا)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ... "اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھو!" (زبانی کلمہ پڑھنے والو، دل سے ایمان لاؤ!... دل سے ایمان لانے والو، ہمیشہ ایمان پر قائم رہو!) [النساء 136:04]

(نگارشاتِ سید محمد فضل شاہ، از محمد سمیع اللہ خان شاد، ص: 239، 240، مطبوعہ: علامہ فضلِ حق پبلی کیشنز لاہور)

تاج دارِ جلال پور شریف نے آیتِ کریمہ بھی ذکر فرمائی ہے، اِس کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ایسی باتیں فقط مذہبی عقیدت کی بنیاد پر ہوتی ہیں، تاہم اگر کسی لبرل شخص کو یہ جذباتی ہی لگتی ہوں تو اُسے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم "طلوعِ اسلام" کے یہ اشعار سمجھنے چاہئیں:

جب اِس اَنگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا	تو کر لیتا ہے یہ بال و پَرِ رُوحُ الاَمیں پیدا
غُلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں	جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالَم	جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں
یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملّت ہے	یہی قوّت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملّت ہے

تعمیرِ وطن کا ذریعہ... اہل قیادت کا انتخاب

کسی بھی قوم کی کامیابی یا ناکامی میں اُس کی قیادت کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ تحریکِ پاکستان کے وقت ربِّ کریم کے فضل سے بہترین قیادت دستیاب تھی تو مختصر عرصے میں پاکستان بن گیا، مگر قیام کے بعد قوم نے قیادت نااہلوں کے سپرد کر دی تو تقریباً آٹھ دہائیاں گزرنے کے باوجود ملک کا حال وہی ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

تحریکِ پاکستان کے سیاسی قائد محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کے اخلاص و محنت کا تذکرہ ہو چکا اور اُن کی صلاحیتوں کا اعتراف پوری دُنیا کرتی ہے۔ نہایت قلیل وقت میں ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت آپ کی قیادت میں جمع ہو گئی، اِس کا راز یہ تھا کہ جب بڑے بڑے آستانوں کے سُنّی مشائخ اور نامور اِداروں کے سُنّی علما مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ لاکھوں افراد وابستہ تھے، چنانچہ علماء و مشائخ کے ساتھ اُن کے مریدین اور عقیدت مند ان بھی تحریک کا حصہ بن گئے اور چند سالوں میں مسلم لیگ کو برِّ صغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی حمایت حاصل ہو گئی۔ چنانچہ قائدِ اعظم کی سیاسی قیادت میں سبھی سُنّی علماء و مشائخ نے مثالی کردار ادا کیا۔ مثلاً:

- امیرِ ملّت سید جماعت علی شاہ نقشبندی (م:1951ء)، آستانہ عالیہ علی پور سیداں، نارووال
- شیخ المشائخ خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی (م:1960ء)، آستانہ عالیہ تونسہ شریف
- شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (م:1981)، آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا
- پیرِ طریقت حضرت میاں غلام اللہ نقشبندی (م:1957ء)، آستانہ عالیہ شرقپور شریف
- مجاہدِ اسلام پیر عبد الرحمٰن قادری (م:1960ء)، بھرچونڈی شریف، ضلع سکھر (سندھ میں مسلم لیگ کی کامیابی آپ کے ذریعے تھی)
- پیرِ طریقت حضرت عبد اللطیف مجدّدی (م:1978ء)، آستانہ عالیہ زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان
- فاتحِ ریفرنڈم پیر سید محمد امین الحسنات قادری (م:1960ء) آستانہ عالیہ مانکی شریف، ضلع پشاور (اِن دونوں شخصیات کے مسلم لیگ میں شامل ہونے سے پہلے اُس صوبے میں مسلم لیگ کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا)

اِن کے علاوہ گولڑہ شریف، چورہ شریف، بھیرہ شریف، جلال پور شریف، بیربل شریف اور مکان شریف جیسے بڑے آستانوں کے سجادہ نشین حضرات بھی تحریکِ پاکستان میں شامل تھے۔ حد یہ کہ اُن حضرات نے بھی مسلم لیگ کا ساتھ دیا جن کے ادارے یا آستانے پاکستان کا حصہ نہیں بننے تھے، جیسے شیخ المشائخ دیوان سید آلِ رسول علی خان چشتی اجمیری (م:1973ء)، خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م:1948ء)، ناظمِ اعلیٰ آل انڈیا سُنّی کانفرنس... محدثِ اعظم ہند ابو المحامد سید محمد اشرفی کچھوچھوی (م:1961ء)، صدرِ بنارس کانفرنس... اور مصوّرِ فطرت خواجہ حسن نظامی (م:1955ء) درگاہِ خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی، علیہم الرحمہ۔

اِس حوالے سے محمد صادق قصوری صاحب کی کتاب ''تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار'' مفید ہے (انٹرنیٹ پر موجود ہے)۔

اُس وقت تحریکِ پاکستان کی حمایت کا مطلب تھا کہ ایک ہی وقت میں برطانوی حکومت کی مخالفت بھی مُول لینی ہے اور ہندوؤں سے دُشمنی بھی۔ یعنی تحریکِ پاکستان میں شامل ہونے والوں کو انعامات و تحائف نہیں ملتے تھے، بلکہ جیلیں کاٹنا پڑتیں، مقدمے بھگتنا ہوتے، لڑائیاں لڑنا ہوتیں اور جانوں کے نذرانے پیش کرنے ہوتے۔ چنانچہ مسلم لیگ کی سیاسی قیادت میں سُنّی علماء و مشائخ اور عوام نے اپنے تمام تر مفادات قربان کیے، اخلاص کے ساتھ پاکستان کے لیے کوشش کی اور اِن تمام مصائب کو برداشت کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندرونی و بیرونی تمام سازشیں ناکام ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان بن گیا۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم قیادت کے انتخاب میں دانشمندی کا مظاہرہ نہیں کرتے، جن لوگوں کو کئی دہائیوں سے آزمارہے ہیں اور ہر بار چار پانچ سال تک اُنھیں کوستے ہیں، جب انتخابات کا مرحلہ آتا ہے تو پھر اُنھیں ہی ووٹ دے کر مزید چند سالوں کے لیے اپنے اُوپر مسلّط کر لیتے ہیں، اِس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

چند ماہ سے پاکستان کی موجودہ قیادت دُنیا بھر کے طوفانی دَورے کر رہی ہے اور میڈیا کی سنسنی خیز رپورٹس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان نے ترقّی کے کافی زینے طے کر لیے، مگر زمینی حقائق کچھ اور ہی ہیں۔ گزشتہ ماہ وزارتِ خزانہ نے جو رپورٹ جاری کی اُس کے مطابق چھ ماہ میں پندرہ سے زیادہ حکومتی اِداروں کا مجموعی نقصان 5900 ارب روپے ہے۔ ابھی دو روز قبل ادارہ شماریات کی طرف سے جاری شدہ اعداد و شمار کے مطابق جولائی 2025ء میں ملکی تجارتی خسارہ تین ارب ڈالر کی سطح عبور کر گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ماہانہ بنیاد پر 16 فیصد اور سالانہ بنیاد پر 44 فیصد تجارتی خسارہ بڑھ رہا ہے۔

آج کل یہ خوش خبری بکثرت سنائی دیتی ہے کہ اب پاکستان ڈیفالٹ کے خطرے سے باہَر آچکا ہے، مگر کیسے؟ کیونکہ ہماری قیادت نے مزید قرض لینے کا انتظام کر لیا ہے۔ یعنی قابلِ رشک قائدین نے قرضوں کا مزید بوجھ اُٹھا کر قوم کو ترقّی کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ پھر یہ قرض کیسے ادا کیا جائے گا؟ مزید قرض لے کر۔ قرضوں کے بوجھ، بلکہ اِس لعنت سے جان چھڑانے کی دو ہی صورتیں ہیں:

1) حکومت اپنی آمدن میں اتنا اِضافہ کرے کہ اخراجات بھی پورے ہوں اور آہستہ آہستہ پہلے والا قرض بھی ادا کیا جاسکے۔
2) تمام شعبہ جات کے اخراجات کم کر کے اُنھیں آمدن تک محدود کر دیا جائے، یعنی حکومت فیصلہ کر لے کہ جتنی آمدن ہے اُتنے ہی اخراجات کرنے ہیں، بس۔

دوسری طرف اِن حالات میں بھی قومی مفادات پر ذاتی فوائد کو ترجیح دینے کا عالَم یہ ہے کہ کابینہ کے ارکان، سپیکر قومی اسمبلی، چیئرمین سینٹ، اعلیٰ عدلیہ کے ججز اور بڑے منصب داروں کی تنخواہوں میں دو گنا سے پانچ گنا تک اِضافہ کر دیا گیا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ وطنِ عزیز مشکل حالات سے نکل کر تعمیر و ترقّی کے راستے پر گامزن ہو... اور یقیناً سب کی یہ خواہش ہے... تو پھر ہمیں اپنی سوچ کو بدلنا ہو گا اور انتخابات میں اہل قیادت کا انتخاب کرنا ہو گا، ورنہ بظاہر صورتِ حال میں بہتری کی توقّع فضول ہے۔

حرفِ آخر: پاکستان کے مقاصد اور اِس کی ترقّی کے قواعد

کسی عمارت کو بنانے کے لیے کتنی محنت کی گئی! اِس کا احساس یا تو بنانے والے کو ہوتا ہے یا اُس شخص کو ہوتا ہے جو تعمیر کے وقت پاس موجود ہو۔ بعد میں آنے والے عمارت کی خوبیوں کی تعریف یا اُس کی خامیوں کی نشان دہی تو کر سکتے ہیں، مگر معماروں نے اُس کی تعمیر میں جو مشقت اُٹھائی اُس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔

یہی صورتِ حال وطنِ عزیز پاکستان کی ہے۔ ہم 14 اگست کو آزادی کی خوشی منا لیتے ہیں، مگر اِس پاک دھرتی کی آزادی کے لیے بانیانِ پاکستان نے کتنی قربانیاں دیں... اُن کا اِدراک کرنا ہمارے بس میں نہیں، بلکہ اب تو سرکاری تقریبات اور میڈیا کی نشریات میں اُن کا تذکرہ فضول سمجھا جاتا ہے اور اِس خیال سے اکابر کی قربانیوں کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا، کہ یومِ آزادی کی خوشی کا مزہ خراب نہ ہو۔

گفتگو کا یہ مقصد ہر گز نہیں کہ یومِ آزادی پر خوشی نہ منائی جائے، اللہ تعالیٰ کے احسانِ عظیم پر اُس کا شکر ادا کرنے کے لیے خوشی منانا اچھی بات ہے، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ:

- نسلِ نَو کو آگاہ کیا جائے کہ پاکستان بنانے کے لیے کتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے، کتنے خاندان لُٹ گئے، کس قدر مصائب برداشت کیے گئے؛ تاکہ اپنوں اور دُشمنوں کی پہچان بھی ہو سکے اور یہ سوچ بھی پیدا ہو کہ ہمیں وطنِ عزیز کی قدر کرنی چاہیے۔
- اِس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو یہ بھی بتایا جائے کہ پاکستان بنانے والوں کے مقاصد کیا تھے؛ تاکہ وہ جائزہ لیں کہ ہم نے اُن مقاصد کو حاصل کیا ہے یا نہیں؟ نیز یہ شعور بھی بیدار ہو کہ ہمیں اُن مقاصد کو پانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔

بانیانِ پاکستان کا مقصد تو اُن کے نعرے سے ہی واضح ہو جاتا ہے: "پاکستان کا مطلب کیا... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ"۔ مزید وضاحت کے لیے چشمِ تصوُّر میں وہ منظر لائیے کہ رجب المرجّب 1365ھ / جون 1946ء کو اجمیر شریف میں خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے آستانِ ذی شان پر عرسِ مقدّس کی تقریب جاری ہے... اُس میں خطاب کرتے ہوئے آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے صدر محدثِ اعظم ہند ابو المحامد سید محمد اشرفی کچھوچھوی (م:1961ء) نے یہ حسین کلمات بھی ارشاد فرمائے: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد نہایت بلند ہے۔ آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے جو چشت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر شریف میں لایا تھا، اِسی مقصد نے جیلان والے غوثِ اعظم کو بغداد میں پہنچایا تھا، اِسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ کے حبیبِ مکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ اور پھر مدینہ طیّبہ سے فاتحانہ شان کے ساتھ دوبارہ مکہ معظّمہ پہنچے تھے۔ مختصر الفاظ میں یہ مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کے پیغام اور دین داری کی آزادی ہے... ذرّہ ذرّہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے... انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے۔

(خطباتِ آل انڈیا سُنّی کانفرنس 1925ء تا 1947ء، مفتی محمد جلال الدین قادری، ص:304، مکتبہ رضویہ گجرات، بتغییرٍ یسیرٍ)

اِس وقت پاکستان جن مشکل حالات سے دوچار ہے اُن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں یومِ آزادی کے موقع پر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ وطنِ عزیز کی تعمیر وترقّی کس طرح ممکن ہے؟ اور ہم اُس کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

آج کے خطبہ میں تعمیرِ وطن کے اہم ذرائع سے متعلق ہی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⇐ ہر پاکستانی کا یہ فرض ہے کہ وہ وطنِ عزیز سے دیوانہ وار محبّت کرے، یہ فطری جذبہ بھی ہے اور اسلامی نظریاتی ملک ہونے کے ناطے مذہبی تقاضا بھی۔ جب ملک سے سچی محبّت ہو گی تو ذاتی فوائد کو قومی وملی مفادات پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا اور کسی بھی قوم کی ترقّی کا یہ راز ہوتا ہے کہ اُن میں اجتماعی مفادات کو ترجیح دینے کی سوچ پروان چڑھے۔

⇐ بانیانِ پاکستان نے اسلام کی سربلندی کی خاطر آزاد وطن حاصل کرنے کا شعور بیدار کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے پاکستان بن گیا۔ اگر آج اُسی جذبہ کے ساتھ پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لیے مخلصانہ کوششیں کی جائیں تو جس ربّ کے کرم سے پاکستان قائم ہوا تھا اُسی کے فضل سے ترقّی کی راہ پر بھی گامزن ہو جائے گا۔

⇐ تحریکِ پاکستان کی کامیابی کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ سیاسی ومذہبی قائدین اربابِ بصیرت تھے اور اپنے مقصد کے ساتھ مخلص تھے، پھر آٹھ دہائیاں گزر جانے کے باوجود مشکل حالات کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ بعد والوں نے قیادت نااہلوں کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ہمیں یہ شعور بھی بیدار کرنا چاہیے کہ انتخابات میں کئی مرتبہ آزمائے ہوئے نااہل لوگوں کو منتخب کرنے کے بجائے ایسے افراد کا چناؤ کریں جو اسلام کے ساتھ بھی مخلص ہوں اور پاکستان کے بھی وفادار ہوں۔

شرعی مسئلہ: جشنِ آزادی کی مناسبت سے بچوں کے لیے گٹار تیار کیا گیا ہے جو بڑے گٹار کی طرح موسیقی کی آوازیں نکالتا ہے اور لہو ولعب کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اِس کا استعمال ناجائز ہے اور خرید وفروخت بھی گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کے قیام، اِس کے تحفّظ اور اِس میں اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر شہادت پانے والے تمام مسلمانوں کے درجے بلند فرمائے اور اُن کے مقدس خون کی برکت سے وطنِ عزیز کو ترقّی واستحکام کی دولت سے نوازے!

قادرِ مطلق اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اسرائیل اور اُس کے اتّحادیوں کو نشانِ عبرت بنائے!

احکم الحاکمین کشمیری مسلمانوں کو آزادی کی دولت عطا کرے اور بھارتی مظالم سے نجات دلائے!

مالکِ کریم حالیہ مون سون بارشوں کو اہلِ پاکستان کے لیے باعثِ رحمت فرمائے اور ممکنہ خطرات سے اپنی حفاظت عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ وفساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!